# وفات ختم الرسل

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم، امابعد!** اُمت محمدیہ کانصیب کہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مسئلہ جو قرآن، حدیث اور اجماع صحابہؓ کا متفقہ مسئلہ تھا آج اختلافی مسئلہ بنا ہوا ہے اور اُمت کی اکثریت کا عقیدہ یہ بن گیا ہے کہ نبی عائشہؓ کے حجرہ میں اپنی قبر کے اندر زندہ ہیں، وہاں اگر کوئی درود وسلام پڑھے تو سنتے اور جواب دیتے ہیں اور فرشتے درود وسلام لیجا کر آپؐ کے حضور پیش کرتے ہیں (علماء دیوبند، بریلی اور اہلحدیث) اور بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات کے ساتھ شب باشی بھی کرتے ہیں (احمد رضا خان صاحب)، اس عقیدہ کی مزید ترقی یہ ہے کہ ہر انسان مرنے کے بعد اپنی دُنیاوی قبر میں زندہ ہوجاتا ہے (علماء اہلحدیث اور حنبلی) اپنی زیارت کو آنے والے کو دیکھتا اور پہچانتا ہے۔ سلام سنتا اور جواب دیتا ہے۔ اُس کیلئے دُعا کرتا ہے۔ اپنے پیچھے رہ جانے والے عزیزداروں کے اعمال سے باخبر رکھا جاتا ہے اُن کے اچھے اعمال سے خوش ہوتا ہے، اور اُنکی برائیوں پر اللہ تعالیٰ سے اُن کیلئے استغفار کرتا ہے۔ (امام ابن تیمیہ وابن قیم) ان عقیدوں کو اس کتابچہ کے آخر میں فوٹو کے ذریعہ پیش کردیا گیا ہے۔ یہ بات بڑی سنگین بات ہے کیونکہ اسی پر اُس قبر پرستی کی بنیاد قائم ہے، جس سے نبیؐ نے ہمیشہ منع فرمایا، اور بستر مرگ پر بھی اس کی ہولناکی سے ڈرایا تھا۔ اس لئے اہلِ حق کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مسئلہ کو پوری طرح دُنیا والوں پر واضح کردیں تاکہ جو زندہ رہے وہ حقیقت کو جان کر زندہ رہے اور جو مرے وہ انجان رہ کر نہ مرے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہی وہ کسوٹی ہے جو کھرا اور کھوٹا چھانٹ کر الگ کرسکتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے قرآن کریم کی بات لائی جاتی ہے۔ قرآن :۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر، آیت ۳۰)

ترجمہ: آپؐ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ (سورۃ الزمر ۳۰)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝
كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۝ (سورۃ الانبیاء، آیت ۳۴-۳۵)

ترجمہ: ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کیلئے نہیں رکھی ہے۔ اگر تم مرگئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (سورۃ الانبیاء ۳۴-۳۵)

اور

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورۃ القصص، آیت ۸۸)

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے۔ (سورۃ القصص، آیت ۸۸)

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَ
مَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ النحل، آیت ۲۰،۲۱)

ترجمہ: اور اللہ کے علاوہ، وہ دوسری ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روائی) کیلئے پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ موت کے بعد وہ بالکل مُردہ ہیں اُن میں جان کی رمق تک باقی نہیں ہے اُنہیں اپنے متعلق بھی یہ تک معلوم نہیں کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اُٹھائے جائیں گے۔ (سورۃ النحل، آیت ۲۰،۲۱)

اس ارشاد میں کسی کا کوئی استثنیٰ نہیں، نہ انبیاء کا اور نہ اولیاء کا۔ اور جب وفات کے بعد کسی میں بھی جان کی ایک رمق تک باقی نہیں رہتی پھر حیات، سماع اور عرضِ اعمال کا اثبات کیسا، کتنے انبیاء ایسے ہیں جن کو حاجت روائی، اور مشکل کشائی کے لئے پکارا گیا ہے اگر انبیاء کی کوئی خصوصیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اُسکو بیان کردیتا اور اس طرح عام اعلان نہ کرتا کہ کسی مرنے والے میں بھی جان کی رمق تک باقی نہیں رہتی۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون، آیت ۱۵،۱۶)

ترجمہ: پھر اس (زندگی) کے بعد تمہیں موت آکے رہے گی اور اسکے بعد قیامت کے دن تم پھر اُٹھائے جاؤ گے۔ (سورۃ المومنون، آیت ۱۵،۱۶)

معلوم ہوا کہ ہر مرنے والے کو قیامت کے دن اُٹھایا جائیگا پھر قیامت سے پہلے مرنے والا اس قبر کے اندر کیسے زندہ ہوسکتا ہے۔

اور وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (المومنون، آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے، دُوسری زندگی کے دن تک۔
(سورۃ المومنون، آیت ۱۰۰)

## حدیث بُخاری

امام بخاری قبر میں حیات النبیؐ کے رَد کیلئے حسب ذیل حدیث لاکر ثابت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر زندہ ہیں۔ اس طویل حدیث کا آخری حصہ یہ ہے:

قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ
فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِي فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ

ابراهيم والصبيان حوله فاولاد الناس والذي يوقد النار مالك خازن النار والدار الاولى التي دخلت دار
عامة المؤمنين واما هذه الدار فدار الشهداء وانا جبرئيل وهذا ميكائيل فارفع رأسك فرفعت رأسي فاذا فوقي
مثل السحاب قالا ذاك منزلك فقلت دعاني ادخل منزلي قالا انه بقي لك عمر لم تستكمله فلو استكملت اتيت منزلك

(فوٹو: عبارت صفحہ ۱۸۵، صحیح بخاری، جلد ۱، مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ تم دونوں مجھے رات بھر گھماتے پھراتے رہے۔ اب بتاؤ کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب ہے کیا؟ دونوں نے کہا۔ بہتر۔ وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اُس کے گال پھاڑے جارہے ہیں وہ کذاب تھا۔ جھوٹی بات بیان کرتا تھا اور اس بات کو لوگ لے اُڑتے تھے یہاں تک کہ ہر طرف اس کا چرچا ہوتا تھا۔ تو اُس کے ساتھ جو آپ نے ہوتے دیکھا ہے وہ قیامت تک ہوتا رہیگا اور جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جارہا تھا یہ وہ شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ راتوں کو قرآن سے غافل سوتا رہا اور دن کو اُس کے مطابق عمل نہ کیا۔ یہ عمل قیامت تک اُس کے ساتھ ہوتا رہیگا اور جن کو آپ نے سوراخ میں دیکھا تھا وہ زنا کار تھے اور جس کو آپ نے دریا میں دیکھا وہ سود خور تھا اور وہ شیخ جو درخت کی جڑ کے پاس تھے وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور بچے جو اُن کے اردگرد تھے وہ انسانوں کی اولاد تھے اور جو آگ بھڑکا رہے تھے وہ مالک داروغہ جہنم تھے اور وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام مومنین کا گھر تھا اور یہ گھر شہداء کے گھر ہیں۔ اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں۔ ذرا اپنا سر اوپر تو اُٹھایئے۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اوپر ایک بادل سا دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں اپنے گھر میں داخل ہوجاؤں۔ اُن دونوں نے کہا کہ ابھی آپؐ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے۔ جس کو آپ نے پورا نہیں کیا ہے اگر آپؐ اُس کو پورا کرلیں تو اپنے اس گھر میں آجائیں گے۔ (ترجمہ: عبارت صفحہ ۱۸۵، صحیح بخاری، جلد ۱، مطبوعہ دہلی)

اسی طرح اِمام بخاری نے ثابت کردکھایا کہ :۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد مدینہ منورہ کی قبر میں زندہ نہیں بلکہ شہداء کی جنت الفردوس سے بھی اچھی جگہ (الوسیلہ) کے اس مقام پر زندہ ہیں جو جنت الفردوس سے اوپر اور عرشِ الٰہی سے نیچے سب سے بلند و بالا مقام ہے۔ اور اِسی بات کی مزید تاکید کیلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، جنت میں زندہ ہونے کے بجائے جو لوگ مدینہ کی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ بخاری ایک اور حدیث متعدد مقامات پر اپنی کتاب صحیح بخاری میں لائے ہیں:۔

باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم اللهم الرفيق الاعلى حدثنا
سعيد بن عفير قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني سعيد بن المسيب

وعروة بن الزبير في رجال من اهل العلم ان عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو صحيح
لم يقبض نبي قط حتى يرى مقعده من الجنة ثم يخير فلما نزل به وراسه على فخذي
غشي عليه ساعة ثم افاق فاشخص بصره الى السقف ثم قال اللهم الرفيق الاعلى قلت اذا
لا يختارنا وعلمت انه الحديث الذي كان يحدثنا وهو صحيح قالت فكانت تلك آخر كلمة تكلم بها
اللهم الرفيق الاعلى

(فوٹو: بخاری صفحہ ۹۳۹، جلد۲، مطبوعہ دہلی)

ترجمہ:۔ **باب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا: اللّٰھمّ الرفیق الاعلیٰ**

---۔سعید بن مسیّبؒ اور عروۃ بن الزبیرؒ اور بہت سے اہل علم بیان کرتے ہیں کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تندرستی کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کو کبھی بھی وفات نہیں دی جاتی جب تک اُسے جنت میں اُس کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا۔

مقام دکھادیئے جانے کے بعد اُس کو انتخاب کا موقع دیا جاتا ہے (کہ چاہے دُنیا میں رہے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ترجیح دے) پس جب آپؐ کا آخری وقت آیا اور اس حال میں کہ آپؐ کا سر میرے زانو پر تھا آپؐ کو تھوڑی دیر کیلئے غش آ گیا۔ پھر آپؐ ہوش میں آئے اور نگاہیں اُوپر چھت کی طرف گاڑ دیں اور کہا اللّٰھمّ الرفیق الاعلیٰ (اے مالک الرفیق الاعلیٰ) پس میں نے کہا، یہ کہنے کے بعد اب آپؐ ہم دنیا والوں (کی رفاقت) کو اختیار نہ کریں گے۔ میں نے جان لیا کہ جو بات آپؐ فرمایا کرتے تھے اُس کے صحیح ثابت ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلمہ جس کے بعد آپؐ نے کوئی بات نہ کی یہی کلمہ اللّٰھمّ الرفیق الاعلیٰ تھا۔ (ترجمہ: عبارت۔ بخاری صفحہ ۹۳۹، جلد۲، مطبوعہ دہلی)

بخاری نے اس طرح واضح کر دیا کہ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مدینہ والی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ گویا یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے بجائے دُنیا والوں کی رفاقت کو ترجیح دی تاکہ دنیا والوں کا قبر کے پاس پڑھا ہوا درود و سلام سنیں اور اُس کا جواب دیں۔ یہ عقیدہ صرف یہی نہیں کہ باطل ہے بلکہ اُن لوگوں نے اپنی غلط بات ثابت کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ درگور تک کر دکھایا ہے۔

## اجماع صحابہؓ

قرآن وحدیث کے ان دلائل پر صحابہ رضوان اللہ اجمعین کا وفاتِ نبویؐ پر اجماع ہو چکا ہے لیکن اب کہا جاتا ہے کہ حیات اور سماع کے بارے میں صحابہ کرامؓ میں بھی اختلاف تھا اور ابن عمرؓ حضرت عائشہؓ سے اختلاف رکھتے تھے، آخر ابن عمرؓ کو مرنے والوں کی حیات اور سماع کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختلاف ہو کیسے سکتا تھا جب ان کے سامنے وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اُن کے والد عمر بن خطابؓ اور عائشہؓ کے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے درمیان حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کے بارے میں اختلاف کے بعد سارے صحابہؓ کا اجماع ہوگیا تھا اور سب نے مان لیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے اب وہ اس دنیا میں قیامت سے پہلے زندہ نہ ہوں گے۔

حدثنا إسمعيل بن عبد الله حدثنا سليمان بن بلال عن
هشام بن عروة قال أخبرني عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مات وأبو بكر بالسنح قال
إسمعيل يعني بالعالية فقام عمر يقول والله ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وقال عمر والله ما كان يقع في نفسي إلا ذاك
وليبعثنه الله فليقطعن أيدي رجال وأرجلهم فجاء أبو بكر فكشف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبله فقال بأبي أنت
وأمي طبت حيا وميتا والذي نفسي بيده لا يذيقك الله الموتتين أبدا ثم خرج فقال أيها الحالف على رسلك

قال الزهري وحدثني أبو سلمة عن عبد الله بن عباس أن أبا بكر خرج وعمر يكلم الناس فقال اجلس يا عمر فأبى عمر أن يجلس فأقبل
الناس إليه وتركوا عمر فقال أبو بكر أما بعد من كان منكم يعبد محمدا فإن محمدا قد مات ومن كان منكم يعبد الله
فإن الله حي لا يموت قال الله تعالى وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل إلى الشاكرين وقال والله لكأن
الناس لم يعلموا أن الله أنزل هذه الآية حتى تلاها أبو بكر فتلقاها منه الناس كلهم فما أسمع بشرا من الناس إلا
يتلوها فأخبرني سعيد بن المسيب أن عمر قال والله ما هو إلا أن سمعت أبا بكر تلاها فعقرت
حتى ما تقلني رجلاي وحتى أهويت إلى الأرض حين سمعته تلاها أن النبي صلى الله عليه وسلم قد مات

(فوٹو: صفحہ ۵۱۷ وصفحہ ۶۴۰، بخاری)

ترجمہ: ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے عروۃ بن الزبیر نے کہا اور اُنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جو نبی صلی اللہ کی زوجۂ محترمہ تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس وقت ہوئی جب ابوبکرؓ سُنح کے مقام پر تھے۔ اسمٰعیل راوی کہتے ہیں یعنی عالیہ میں۔ اس وقت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے ذہن میں یہی بات آئی۔ اور عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پھر ضرور زندہ کریگا اور آپ لوگوں کے (منافقوں کے جو خوشیاں منارہے تھے) ہاتھ اور پیر ضرور کاٹ ڈالیں گے۔ پھر ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر ہٹائی اور آپ کے چہرہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، زندگی اور موت دونوں میں آپ پاکیزہ رہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اللہ آپ کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا۔ پھر وہ باہر نکل گئے اور عمرؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے قسم کھانے والے اتنی تیزی نہ کر۔

الزہری کہتے ہیں کہ ابُوسلمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ جب ابوبکرؓ باہر نکلے اور عمرؓ لوگوں سے گفتگو کررہے تھے تو انہوں نے کہا کہ عمرؓ بیٹھ جاؤ لیکن عمر نہ بیٹھے۔ اب لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حمد وثنا کے بعد ابوبکرؓ نے کہا کہ سن رکھو کہ تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی

کرتا تھا اُسے معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے، اور جو اللہ کا پجاری تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اُسے موت نہیں۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

(سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴)

یعنی محمدؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر گئے ہیں پس کیا اگر یہ مر جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم اُلٹے پیروں پھر جاؤ گے، اور جو اُلٹے پیروں پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو جزا دے کے رہیگا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا لوگ اس آیت کے متعلق یہ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے نازل کر چکا ہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے اس کی تلاوت کی اور تب سارے لوگوں نے ابوبکرؓ سے سن کر اس کو لے لیا اور میں ہر شخص کو اس کی تلاوت کرتے ہوئے سننے لگا۔ الزہری کہتے ہیں کہ سعید بن المسیّب نے مجھے بتلایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ جس دم میں نے ابوبکرؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا میں گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ اور ایسا بے دم ہوا کہ میرے پاؤں مجھے سہارا نہ سکے یہاں تک کہ میں زمین کی طرف جھک پڑا جس وقت مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

(ترجمہ: عبارت صفحہ ۵۱۷، جلد ۱ و صفحہ ۶۴۰، جلد ۲، بخاری، مطبوعہ دہلی)

بخاری کی اس حدیث پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ کتنی باتیں اس سے صاف ہو گئیں۔ ابوبکرؓ کا یہ کہنا کہ ایک موت جو آپ کیلئے مقدر تھی وہ آ چکی اب دُوسری موت کا آپؐ مزہ نہ چکھیں گے یعنی آپؐ قبر میں زندہ کئے جائیں، اور قیامت کے دن پھر موت آئے یہ اب نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں پھر زندہ ہو جائیں گے اس کا مکمل رَدّ ہو گیا۔ ورنہ ابوبکرؓ کے لئے یہ کہنا کیا مشکل تھا کہ عمرؓ اس طرح بیقرار نہ ہو تھوڑی دیر کی تو بات ہے چند گھنٹوں کے بعد قبر میں دفن ہوتے ہی نبیؐ پھر زندہ ہو جائیں گے اور عمرؓ بھی اس طرح بیدم ہو کر گر نہ پڑتے۔ اس خطبہ کے بعد سارے صحابہؓ نے اس بات کو مان لیا اور اس طرح سب سے پہلا اور سب سے عظیم اجماع صحابہؓ اس ایک مسئلہ پر اس وقت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میت ابھی دفن بھی نہ ہوئی تھی۔ تاریخ میں ایسا اجماع صحابہؓ کسی اور مسئلہ پر موجود نہیں ہے۔ یہی وہ عظیم مسئلہ ہے جس کو سب سے پہلے مالکِ کائنات نے عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو شدید ترین آزمائش میں ڈال کر ہمیشہ کیلئے صاف کر دیا کہ جس کو بھی موت آ جائے وہ اس دُنیا میں پھر زندہ نہیں ہو سکتا اور اس طرح قیامت تک کیلئے اس ذریعہ کو بند کر دیا جو

ہمیشہ سے ظلم عظیم کی اصل بنا رہا ہے یعنی مرنے والے مرے نہیں ہیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چاہے قلیب بدر کے موقع پر موجود نہ ہوں مگر یہ پورا واقعہ تو اُن کی آنکھوں کے سامنے گذرا تھا انہوں نے تو خود مشاہدہ کیا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے بعد سارے صحابہؓ اس بات کے قائل ہوگئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وفات پا گئے۔نہ اِس وقت (تدفین سے پہلے) زندہ ہیں اور نہ تدفین کے بعد قبر میں زندہ ہو جائیں گے۔اس کے باوجود یہ کہنا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر مردہ کے سماع کا عقیدہ رکھتے تھے اور چونکہ سماع کیلئے حیات لازم ہے اس لئے وہ قبر میں حیات کے قائل تھے۔انصاف کی بات نہیں ہے۔اصل بات وہی ہے جو بخاری نے قلیب بدر کی حدیثیں لاکر ثابت کی ہے یعنی قلیب بدر کے معاملہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمرؓ کی رائے میں صرف یہ اختلاف ہے کہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ قلیب بدر کے مشرکوں کے متعلق اَسمَعُ (زیادہ سننے والے) کہنے سے مراد ''علم'' ہے یعنی ان مشرکوں نے اب کہ اُن پر عذاب کا دور گذر رہا ہے یقینی طور پر جان لیا اور عبداللہ بن عمرؓ کا کہنا یہ تھا اَسمَعُ سے سننا ہی مراد ہے مگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔تا کہ مشرکین اور زیادہ ذلیل اور حسرت زدہ ہوں اور ظاہر ہے کہ معجزہ وہی ہوا کرتا ہے جو معمول نہ ہو۔سارے مردے قبر میں سنتے ہیں یہ اُن کی مراد نہ تھی۔بخاری نے قتادہ کی تشریح لاکر یہی بات اور واضح کردی اور بتادیا کہ ''اَسمَعُ'' کے معنی میں ان دو باتوں کے علاوہ کوئی تیسری بات نہیں ہوسکتی۔اور یہ بھی بتادیا کہ یہی اُن کا عقیدہ ہے۔

## حیات النبیؐ کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سب سے پہلے جو مسئلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھا وہ یہی مسئلہ تھا کہ اللہ کے رسولؐ کو موت آگئی یا نہیں۔آخر یہ مسئلہ کیسے نہ اُٹھتا جبکہ موت کے بعد دُنیاوی زندگی کا عقیدہ ہی تو شرک کی جڑ ہے۔شکر ہے کہ اسی وقت اس بات کا فیصلہ بھی ہوگیا اور صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔اب دُنیا میں زندہ نہیں ہیں اور یہ اولیاء اللہ کے سردار ابوبکر صدیقؓ کی اس بات کے بعد کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پجاری تھا اس کو معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو موت آگئی اور جو اللہ تعالیٰ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ جاوید ہے اسے موت نہیں۔

اسی طرح حدیث کی کتابوں میں بے حساب صحابہؓ اور صحابیاتؓ سے نبیؐ کی موت کی تصدیق ان الفاظ میں موجود ہے: مَاتَ ۔ قُبِضَ ۔ خَرج من الدنیا وغیرہ مگر کسی کتاب میں کسی صحابیؓ سے موت کے بعد زندہ ہونا منقول نہیں ہے اور نہ کسی محدث نے وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب کے بعد حیَات النّبیؐ بعدوَفاتہ (نبی کی وفات کے بعد ان کی زندگی) کا باب ہی مقرر کیا ہے۔

## نبیؐ کا خواب میں آنا

نبیؐ کو دُنیا میں زندہ ثابت کرنے اور انہیں علم وتصرف میں شریک ٹھیرانے کیلئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فلاں کے خواب میں آکر یہ بتلا دیا اور فلاں کو یہ۔ اور اس کے ثبوت میں بخاریؒ و مسلمؒ کی صحیح روایتوں سے غلط استدلال کیا جاتا ہے مثلاً امام بخاری نے صحیح بخاری میں یہ باب باندھا ہے: بابُ من رایٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام (باب جس نے نبیؐ کو خواب میں دیکھا) پھر سب سے پہلے یہ روایت لائے ہیں۔۔۔

**انّ اباھریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من راٰنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی قال ابوعبداللہ قال ابن سیرین اذاراٰہ علیٰ صورتہ۔** (بخاری صفحہ ۱۰۳۵)

ترجمہ: ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری کہتے) ہیں کہ ابن سیرین نے کہا کہ جب کوئی نبیؐ کو اُن کی اپنی صورت پر دیکھے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۵)

حدیث کے الفاظ میں من راٰنی یعنی ''جس نے مجھے دیکھا'' صاف بتلا رہے ہیں کہ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے زندگی میں نبیؐ کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔ شمائل کی کتابوں میں سراپا پڑھ لینے والے نہیں۔

دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ شیطان میری شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مجھے زندگی میں نہ دیکھنے والوں کو وہ خواب کے ذریعہ (دھوکہ) میں نہیں ڈال سکتا اور کسی دوسری صورت کے ذریعہ نہیں کہلوا سکتا کہ میں تمہارا نبی محمدؐ ہوں تاکہ وہ شخص جس نے نبیؐ کو نہیں دیکھا ہے اُس کے فریب میں آجائے۔

اب اس معقول بات سے گریز کیلئے دوسری بات کہی جانے لگتی ہے کہ اگر خواب میں آنے والی یہ صورت قرآن وحدیث کے مطابق بات کہے تو وہ نبیؐ ہی کی صورت ہے کیونکہ شیطان حق بات نہیں بتا سکتا۔ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاریؒ کی روایت میں آتا ہے کہ ابوہریرہؓ کو شیطان نے آیت الکرسی کی صحیح فضیلت بتلائی تھی اور نبیؐ نے اس کی بات کی ان الفاظ میں تصدیق کی تھی۔ ''اما انہ صدقک وھو کذوبٌ'' یعنی حقیقت یہ ہے کہ اس نے تم کو سچی بات بتلائی ہرچند کہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ معلوم ہوا کہ شیطان سچی بات بھی بتلا سکتا ہے۔

دراصل یہ خواب کا معاملہ ایک کاروبار کی حیثیت اختیار کرچکا ہے بہت سے لوگ نبیؐ کے خواب میں آنے کا قصہ سنا سنا کر اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں، اور جھوٹے خواب بیان کرنے والے کے متعلق نبیؐ کی وعید سے بے پرواہ نظر آتے ہیں۔

کچھ دوسرے اسے ضعیف الاعتقاد لوگوں کے مال کو ہتھیانے کا ذریعہ بناتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ نبیؐ تشریف لائے تھے اور ارشاد فرمایا تھا کہ میرے فلاں عاشق صادق کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری حاجت پوری کردیگا۔ اسی طرح کبھی کسی کے متعلق یہ اظہار خیال کردیا جاتا ہے کہ نبیؐ نے خواب میں آکر یہ بتایا ہے کہ ''وہ'' فی الوقت اُمّت کا سب سے بڑا عالم یا سب سے بڑا ولی ہے اور یہ بھول جایا جاتا ہے کہ ان باتوں پر یقین لانا اللہ تعالیٰ کے اکیلے حیّ و قیوم ہونے اور غائبانہ تصّرفات کا اختیار رکھنے میں نبیؐ کو شریک ٹھیرانا ہے اور اُن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ وہ دُنیا میں زندہ ہیں اور اُمت کے احوال سے واقف ہی نہیں بلکہ خواب میں آآ کر لوگوں کو اس سے باخبر بھی کرتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بالکل خلاف اور اس کی صفات علم و تصرف میں کھلا شرک ہے۔ اسی طرح ابراہیمؑ کا کسی کے خواب میں آکر اسے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کا حکم دینا اور اس تقریر کی تعریف و تحسین کرنا پھر اس خواب کو خواب دیکھنے والے کی فضیلت اور بزرگی کا ثبوت ٹھیرانا بھی اسی قبیل سے ہے۔ اعاذنا اللہ۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ نبیؐ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اُمت کے حالات سے باخبر بھی، اور بعض افراد کو ان حالات سے آگاہ بھی کرتے رہتے ہیں تو یہ بات کتاب الٰہی کے سراسر خلاف اور صفت حیات، علم و تصرف میں کھلا شرک ہے۔ سلطان نورالدین زنگی کا سیسہ کی دیواروں والا مشہور قصہ بھی اسی قبیل سے ہے، بے اصل و بے بنیاد۔ رہے مبشرات تو جب وہ حق ثابت ہوجائیں تب یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ سچے تھے ورنہ ''اضغاث احلام'' کسی کا خواب دیکھ کر یہ کہنا کہ ایسا ہونے والا ہے یا تو اُلوہیت کا دعویٰ ہے یا نبوت کا۔

## رائی کا پربت

اللہ معلوم کہ لوگوں نے جو نبیؐ کے خواب میں آنے کے بے حساب افسانے تراش لئے ہیں اُن سے ان کا مطلب کیا ہے۔ اگر کہنا یہ ہے کہ نبیؐ خواب دیکھنے والے کے پاس آکر کھڑے ہوجاتے ہیں تو اس سے فائدہ؟ خواب دیکھنے والا تو سو رہا ہوتا ہے اور اگر دماغ کے اندر آنا مراد ہے تو بہر حال خیالات میں آنا ہی مراد ہوسکتا ہے۔ حسی اور وجودی آمد تو نہیں۔ کیا کہنے والے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نبی کو اُمت کے حالات کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنے امتی کی ضروریات اور حاجات سے باخبر رہتے ہیں اور جب بھی جس کیلئے مناسب سمجھتے ہیں اپنی قبر سے نکل کر اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور سوتے میں اس کے دماغ یا خیالات میں داخل ہوکر اسے جو کچھ بتانا ہوتا ہے بتا دیتے ہیں اور اتنی دیر کیلئے مدینہ منورہ میں قبر خالی رہ جاتی ہے اور اگر ایک ہی وقت میں مختلف ملکوں میں مختلف لوگ آپؐ کا خواب دیکھیں تو بیک وقت آپؐ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، کیا خوب، اور پھر وہ جس نے کبھی نبیؐ کو حیات میں نہ دیکھا ہو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں نے نبیؐ ہی کو دیکھا

ہے۔ دراصل یہ روایت جو آئی ہے وہ لوگوں کے کاروبارِ دینداری کو چمکانے کیلئے نہیں آئی ہے بلکہ یہ بتاتی ہے کہ نبیؐ کی یہ خصوصیت ہے کہ شیطان آپؐ کا روپ نہیں دھار سکتا جس طرح حدیث میں یہ خصوصیت آئی ہے کہ ہر فرد بشر کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپؐ کے ساتھ بھی ہے، فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر وَلٰکِنَّ اللہَ اَعَانَنِی عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸) یعنی ہاں میرے ساتھ بھی شیطان لگا ہوا ہے مگر اللہ نے میری مدد کی۔ اور وہ شیطان میرا مطیع ہو گیا۔ (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۸)

جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس خصوصیت کے ذریعہ شیطان کے شر سے محفوظ فرمادیا اسی طرح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ کو بھی دُوسری خصوصیت کے ذریعے اس کے شر سے بچالیا ورنہ آپؐ کی زندگی میں جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور صحابہؓ عرب کے دُور دراز مقامات پر عامل بنا کر بھیج دیئے گئے تھے شیطان اگر یمن میں معاذ بن جبلؓ کے خواب میں نبیؐ کے رُوپ میں آ کر کہتا کہ پہلے جبکہ امت کی تعداد کم تھی فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی تھی اب کہ کثرت ہو گئی ہے اس لئے آسانی کے پیش نظر سورج نکلنے کے بعد پڑھی جانی چاہیئے تو معاذؓ کس قدر اُلجھن میں پڑ جاتے کیونکہ خواب میں آنیوالی صورت تو جانی پہچانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہوتی۔ اب دریافت حال کیلئے آدمی بھیجیں تو مہینوں کا سفر۔ اللہ نے صحابہ کرامؓ کو اس مشکل سے بچالیا۔ اور شیطان کو اسکی طاقت ہی نہیں دی کہ وہ نبیؐ کا روپ دھا کر صحابہؓ کو فریب دے سکے۔ نبیؐ کو حیات، علم اور تصّرف میں اللہ کا شریک ٹھیرانے کیلئے یہ جو ''خواب'' کا کھیل کھیلا گیا ہے اُسے اب بند ہو جانا چاہیئے۔

## انبیاء کے جسد کو مٹی نہیں کھاتی

اس ضعیف روایت سے ناسمجھ لوگ انبیاء علیہم السلام کی قبر میں زندگی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے مردوں کے جسد کو تو مٹی کھا جاتی ہے مگر انبیاء کے جسد کو باوجود مردہ ہونے کے مٹی نہیں کھاتی۔ اس کمزور روایت سے انبیاء کے جسموں کی خصوصیت نکالی جاتی ہے حالانکہ بخاری میں مختلف مقامات پر صراحت موجود ہے کہ عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کے جسم بھی محفوظ پائے گئے ہیں۔ (بخاری صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۰)

پھر یہ انبیاء علیہم السلام کے جسد کی خصوصیت تو نہ ہوئی بالفرض یہ بات مان بھی لی جائے تو اس سے علم کیسے ثابت ہو گا جبکہ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ عزیرؑ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے ان کو سو سال تک مردہ رکھا، ان کا جسم محفوظ رہا مگر جب سوال کیا گیا کہ کتنی مدت موت کی حالت میں رہے ہوں گے تو اُن کو اپنے متعلق بھی کوئی علم نہ تھا چہ جائیکہ دوسروں کے متعلق کچھ معلوم ہوتا۔

## عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جسم

ترجمہ:۔۔۔۔ ہشام بن عروہؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ (۸۷ھ) میں (حجرۂ عائشہؓ) کی دیوار گرگئی اور اس کی تعمیر شروع کی گئی تو ایک پیر کھل گیا اور لوگوں پر خوف طاری ہوگیا۔ انہوں نے گمان کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر ہے کوئی عالم ایسا نہ مل سکا جو اس پیر کے بارے میں اُنہیں صحیح رائے دے سکتا یہاں تک کہ عروۃ بن الزبیرؓ نے کہا کہ نہیں۔ خدا کی قسم یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر نہیں ہے بلکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا پیر ہے۔ (ترجمہ عبارت صفحہ ۱۸۶، جلد ۱، صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی)

امام بخاری نے اس طرح ثابت کیا کہ جب انبیاء کے علاوہ غیر انبیاء کے جسم بھی صحیح وسالم ملے ہیں تو اس بات کو انبیاءؑ کے جسموں کی خصوصیت بتانا درست نہیں۔ بات اتنی ہی نہیں کہ یہ منکر روایت صرف جسم کی حفاظت کا اِدّعا کرتی ہے بلکہ یہ تو اسی جسم میں رُوح کے لوٹائے جانے کے بعد حیاتِ دنیوی پر اصرار کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے اندر زندہ کر دکھاتی ہے۔

**لوگو!** اللہ تعالیٰ کا فرمان، نبیؐ کا ارشاد اور صحابہ کرامؓ کا اجماع تمہارے سامنے ہے مگر تم کہتے ہو کہ نہیں، نبیؐ اپنی قبر میں زندہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں آتے جاتے بھی رہتے ہیں۔ افسوس کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے ''الحیّ'' تراش لئے اور اُن کی بات نہ مانی۔ صحابہ کرامؓ اپنے نبیؐ پر جان چھڑکتے تھے، اگر اُن کو خیال تک ہوتا کہ ان کے نبیؐ زندہ جاوید ہیں تو وہ کبھی ان کا خلیفہ منتخب نہ کرتے نہ اپنے نبی کی تجہیز وتکفین کرتے نہ اُن کو قبر میں اُتارتے، نہ اجتہاد کی کوئی ضرورت پیش آتی، اور نہ رجال کی چھان بین اور احادیث کی تحقیق میں محنت صرف کرنا پڑتی۔ جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی قبر پر پہنچ کر دریافت کر لیتے۔ ابوبکرؓ ارتداد کے موقع پر وہاں سے رہنمائی حاصل کرتے، عمرؓ قحط کے وقت، عثمانؓ فتنہ اور عائشہؓ اور علیؓ جنگ جمل اور صفین کے موقع پر، دراصل یہ ظلم یوں ہوا کہ ایک مدت گزر جانے کے بعد فن دینداری کے ماہروں نے اپنا پیشہ چمکانے کے لئے ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں اور دیویوں کی فوج تیار کر کے اُن کے گرد ایک عظیم الشان دیومالا کا تانا بانا بُن دیا۔ پھر اسلامی کاشی اور متھرا وجود میں آئے۔ مسلمان گنیشوں اور مرلیوں نے جنم لیا۔ کھڑے پتھروں کی جگہ پڑے پتھروں نے قبروں کی شکل میں اپنے استھان بنائے اور درشن کا نام بدل کر زیارت رکھا گیا۔ پرنام کی جگہ سلام نے لے لی۔ ڈنڈوت نے سجدۂ تعظیمی کا جامہ پہنا۔ پھیروں کے بجائے طواف ہونے لگے۔ پرشاد تبرک بن گیا۔ بھجن نے قوالی کا رُوپ دھار لیا۔ اور یہ موجودہ دین وجود میں آیا۔ پھر ہزاروں قیدی بنے۔ لاکھوں کی عصمتیں برباد ہوئیں۔ لاتعداد لاشے تڑپے، نونہالوں کا خون چوس چوس کر یہ دھرتی سیراب ہوئی مگر اس نئے دین کی بہاروں کا ایک پھول نہ کملایا۔

بہر حال آج کسی میں یہ قوت نہیں ہے کہ اُمت مسلمہ کو بزور اس برائی سے روک دے مگر اہل علم پر یہ ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ پوری بات واشگاف کہہ دیں کہ لوگو! اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد بھی تم نے وہی مشرکانہ اعتقادات باقی رکھے جو قوم نوحؑ سے لیکر آج تک ہر مشرک قوم میں پائے جاتے رہے ہیں تو تم بھی بدانجامی سے نہ بچ سکو گے۔ اُن قوموں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کو مرجانے کے بعد بھی مرنے نہ دیا اور آج تم بھی اپنے نبیؐ اور دوسرے اللہ کے بندوں کے ساتھ مختلف بہانوں اور جھوٹی روایتوں کے ذریعہ یہی کام کر رہے ہو۔ ا؎

دراصل قبر کی اس مزعومہ زندگی اور اس کے متعلقات کے عقیدہ نے دُنیا کے ایمان کو برباد کرڈالا ہے اور یہی شرک کی اصل جڑ ہے، اسی فاسد عقیدہ کے برتے پر تو لوگ قبروں پر مراقبہ اور چلہ کشی کرتے ہیں اور سلام کر کے صاحبِ قبر سے جواب کے منتظر رہتے ہیں۔ کوئی صاحبِ قبر سے ہاتھ ملاتا ہے اور کوئی معانقہ کرنے پر مصر نظر آتا ہے۔ بعض ظالموں نے تو یہ تک ایجاد کرلیا ہے کہ قبر کے پاس بندرہ کر بزرگانِ دین اپنے نبیؐ سے تبلیغ وارشاد کے طریقے سیکھ چکے ہیں۔ معاذ اللہ۔

## انبیاء اور اولیاء اللہ کے دُشمن کون ہیں؟

اولیاء اللہ کے دُشمن وہ نہیں جو اُن کی صحیح پیروی کرتے ہیں، اُن کے نقشِ قدم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے چلتے ہیں انکو اُن کا اصلی مقام دیتے ہیں بلکہ اُن کے دُشمن وہ ہیں جو اُن کی قبروں کو پختہ کرتے ہیں، اُن پر قبّے بنا کر عُرس، میلے، بھجن اور قوالیاں شروع کر دیتے ہیں۔ مشکل میں اُن کو پکارتے ہیں اور اُن کی نذر و نیاز کر کے ان کو اُلوہیت میں شریک ٹھیراتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھول کھول کر اولیاء اللہ کے اِن دُشمنوں کا پتہ بتلایا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف، آیت ۵،۶)

یعنی اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہے جو اللہ کے علاوہ دُوسروں کو آواز دے حالانکہ وہ قیامت تک اُس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ تو اُن کی پکار ہی سے غافل ہیں۔ ہاں، قیامت کے دن جب سب لوگ جمع

---

ا؎ ان روایتوں کی تفصیل ہماری کتاب یہ مزار یہ میلے اور ایمانِ خالص قسط دوئم میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اور خط لکھ کر ہم سے مفت طلب کی جاسکتی ہیں۔

کئے جائیں گے (اور اِن اولیاء اللہ کو اپنے پجاریوں کی حرکات سے باخبر کیا جائے گا) تو یہ (اولیاء اللہ) اُن کے (اپنے پجاریوں کے) دُشمن بن جائیں گے اور اُن کی پوجاپاٹ کا شدت کے ساتھ انکار کردیں گے۔

(سورۃ الاحقاف، آیت ۵،۶)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے اصلی دُشمن دراصل وہ لوگ ہیں جو ان کو اُلوہیت میں شریک ٹھیرا کر اُن کے گھروں (قبروں) کو اللہ کے گھر (خانہ کعبہ) کی طرح مقدس بنا لیتے ہیں اور اُن کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کرتے ہیں جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہیئے۔ ہر سال حج کے دن کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ احرام کی جگہ ننگے سر یا ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک ۔۔۔ کے مقابلہ میں باہو، حق باہو، بیشک باہو کا نعرہ لگتا ہے۔ غلافِ کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائنتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے۔ طوافِ کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں۔ سجدے اور رکوع ہوتے ہیں۔ دُعائیں اور مناجاتیں کی جاتی ہیں۔ ملتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازہ سے چمٹا جاتا ہے۔ بابا کی بیٹھک سے ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعی صفا و مروہ کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ زمزم کی جگہ قبر کے دھوون کے مبارک پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے۔ ھدی کے بجائے حضرت کی نذر کا بکرا اور اُونٹ ساتھ آتا ہے۔ غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ ان "نقلی کعبوں" کی دُھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔

موجودہ حالت میں یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا اجماع ایک طرف ہے اور دُوسری طرف بانیانِ مسالکِ ثلاثہ دیوبند، بریلی و اہلحدیث (سید قاسم نانوتوی صاحب، سید احمد رضا خان صاحب اور سید میاں نذیر دہلوی صاحب) کا اصرار اس کے خلاف ہے۔ مسئلہ کی سنگینی کو واضح کرنے کیلئے کافی ہے لیکن اپنے مالک سے نا اُمیدی کفر ہے۔ اس لئے آیئے کہ مل کر اللہ و رسولؐ کی بات کو دُنیا سے منوانے کیلئے اپنی اِمکانی کوشش اس راہ میں لگا دیں اور اُمید رکھیں کہ ربّ غیور و غالب اُن کو ضائع ہونے سے بچائے گا۔ والسلام

# فوٹو عقائد مشاہیر علماءِ مسالکِ ثلاثہ

## دیوبند

بانی دیوبند قاسم نانوتوی صاحب،
محمود الحسن صاحب،
اشرف علی تھانوی صاحب وغیرہ

فوٹو: المھند (عقائد علماء دیوبند) مرتبہ
مولانا خلیل احمد صاحب، صفحہ ۱۶ مطبوعہ قرآن محل، کراچی

**عقیدہ دربارہ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم**

**سوال:** کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے،

**جواب:** ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے

---

## بریلی

### بانی مسلک احمد رضا خان

فوٹو: ملفوظات اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی
صفحہ ۳۲، حصہ سوم، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

**عرض:** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے۔

**ارشاد:** انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں

---

## تبلیغی جماعت۔

اس جماعت کا عقیدہ صرف یہی نہیں ہے کہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مدینہ والی قبر کے اندر زندہ ہیں بلکہ اس کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے سارے حالات سے باخبر بھی رہتے ہیں۔ قبر پر آنے والے کو دیکھتے، پہچانتے، اس کے سلام، اُس کی گفتگو کو سنتے، سمجھتے اور جواب بھی دیتے ہیں۔ قبر کی دیوار سے باہر ہاتھ نکال کر مصافحہ بھی کرتے ہیں، اور اگر مناسب سمجھیں تو قبر سے باہر نکل کر مشکل کشائی اور دستگیری کے لئے حاضر بھی ہو جاتے ہیں اور پھر واپس جا کر قبر کے اندر سے پڑھنے والے کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ جب آپ قبر سے باہر ہوتے ہیں تو قبر پر پڑھے جانے والے درود وسلام کا کیا ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۲: سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں، اُن کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے۔

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِي كُنْتُ أُرْسِلُهَا ... تُقَبِّلُ الْأَرْضَ عَنِّي وَهِيَ نَائِبَتِي
وَهٰذِهِ دَوْلَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ ... فَامْدُدْ يَمِينَكَ كَيْ تَحْظٰى بِهَا شَفَتِي

ترجمہ: دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس میں بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دستِ مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

اس پر قبر شریف سے دستِ مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورؐ کے دستِ مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نوّر اللہ مرقدہٗ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے (البنیان المشید)۔

فوٹو: فضائل حج، صفحہ ۱۵۱، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔ مصنفہ: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر سے باہر آکر درود پڑھنے والے جوان کی مشکل کشائی کرنا۔

۴۶۔ حافظ ابو نعیمؒ، حضرت سُفیان ثوریؒ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے)، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سُفیان ثوریؒ۔ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان۔ میں نے کہا ہاں: کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے میں نے کہا ہاں ہے۔ اس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دُوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درُود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا 'میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا مُنہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے مُنہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا' اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دُور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر۔ (نزہۃ)۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا  عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فوٹو: (فضائل درود، صفحہ ۱۲۲۔۱۲۱۔ فصل پنجم، مکتبہ اشرفیہ، رائے ونڈ، لاہور)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولیاء اللہ کی شان بھی دیکھئے:۔

(۱۶) عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا رات کو وہاں ٹھیرے۔ ان میں سے ایک شخص نے اُس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اُونٹ کو میرے بُختی اُونٹ کے بدلے میں فروخت کرتا ہے (بُختی اُونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے، جو اس میت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کر لیا۔ وہ صاحبِ قبر اُٹھا اور اس کے اُونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب یہ اُونٹ والا نیند سے اُٹھا تو اس کے اُونٹ کے خون جاری تھا۔ اُس نے اُٹھ کر ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کی امید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا، کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بُختی اُونٹ پر سوار ملا جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اُس نے پوچھا کہ تُو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سُنایا جو شخص بُختی اُونٹ پر سوار تھا اُس نے کہا کہ وہ

میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اُس کا بُختی اُونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بُختی اُونٹ فلاں شخص کو دیدے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بُختی اونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اُونٹ دے کر چلا گیا (اتحاف)۔ یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اُجیل اُونٹ کو فروخت کر کے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیوں کر ہو گیا اس میں کوئی مُحال چیز نہیں ہے، عالمِ اَرواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔

فوٹو: (فضائل صدقات، حصہ دوم، صفحہ ۲۹۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی شان بھی کچھ کم نہیں۔ قبر کے اندر سے آنے جانے والے کو دیکھتے اور پہچانتے اور تصرف فرما کر زندہ کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں پھر قبر سے باہر نکال کر جانور ذبح کر ڈالتے ہیں اور دوسرے کو اپنی کارگزاری بتلا کر حکم بھی دیتے ہیں۔ پھر قبر میں واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ ہزاروں ایسے واقعات میں سے ایک واقعہ نمونہ کے طور پر حاضر خدمت ہے۔ اللہ اللہ کیا شان ہے اولیاء کی۔ سبحان اللہ۔

---

## مولانا مودودی صاحب

مسئلۂ حیاتُ النبیؐ:- اگر کوئی شخص اس مسئلے میں قطعاً خالی الذہن ہو یا اس کے بارے میں کوئی عقیدہ و رائے نہ رکھتا ہو اس سے قیامت میں کوئی بازپُرس نہ ہو گی اور اس کے انجامِ اخروی پر اس عدمِ رائے یا خلوئے ذہن کا کوئی اثر مترتب نہ ہو گا۔ البتہ خطرے میں وہ شخص ہے جو اس مسئلے میں ایک عقیدہ قائم کرتا اور اس کی تبلیغ کرتا ہے، کیوں کہ اس کے عقیدے میں صحت اور عدمِ صحت دونوں کا احتمال ہے۔

(ترجمان القرآن۔ دسمبر ۱۹۵۹ء)

(فوٹو: رسائل ومسائل، حصہ سوم، صفحہ ۴۴۰)

مولانا مودودی صاحب نے قرآن، حدیث اور اجماعِ صحابہؓ کے اس عظیم الشان مسئلہ کو فروعی مسئلہ بنا دیا اور یہ فرما کر کہ ”جو اس مسئلہ میں ایک عقیدہ رکھے اور اُس کی تبلیغ بھی کرے وہ خطرے میں ہے“ ابوبکرؓ اور دوسرے تمام صحابہؓ کو خطرے میں ڈال دیا۔

---

امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) اپنی کتاب الصلوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

والایمان بالحوض والشفاعة والایمان بمنکر ونکیر وعذاب القبر والایمان بملک الموت یقبض الارواح ثم ترد فی الاجساد فی القبور فیسألون عن الایمان والتوحید اھ

(کتاب الصلوٰۃ ص ۳۵ طبع قاہرہ)

حوض کوثر، شفاعت، منکر نکیر، عذاب قبر، ملک الموت کے ارواح کو قبض کرنے پھر ارواح کے قبروں میں جسموں کی طرف لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس پر بھی ایمان لانا لازم ہے کہ قبر میں ایمان توحید کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔

(فوٹو: صفحہ ٦٥، تسکین الصدور، مصنفہ ابوالزاہد سرفراز خان صفدر)

یہ عقیدہ امام ابن تیمیہ، ابن قیم اور اُمت مسلمہ کی اکثریت نے اس لئے اپنایا ہے کہ امام احمد بن حنبل اسی دنیاوی قبر میں مردہ کے زندہ ہو جانے کا عقیدہ رکھتے تھے جیسا کہ مندرجہ بالا فتویٰ سے ثابت ہے۔

(امام ابن تیمیہ حنبلی)

فوٹو: صفحہ ۴۴۶، ۴۴۷)

الفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ

جلد۴، مطبوعہ بیروت

واستفاضت الآثار بمعرفة الميت أهله وبأحوال أهله وأصحابه في الدنيا وأن ذلك يعرض عليه وجاءت الآثار بأنه يرى ايضا وبأنه يدرى بما يفعل عنده فيسر بما كان حسنا ويتألم بما كان قبيحا ونجتمع أرواح الموتى فينزل الأعلى إلى الأدنى لا العكس

ترجمہ: مشہور اور مستفیض احادیث سے ثابت ہے کہ مُردہ اپنے اہل وعیال اور دوستوں کے اعمال کو جانتا ہے جو اُن کو دُنیا میں پیش آتے ہیں اور یہ حالات اس پر پیش کئے جاتے ہیں اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ دیکھتا بھی ہے اور جو کچھ اُس کے پاس کیا جاتا ہے اُس کو جانتا بھی ہے۔ اگر وہ کارروائی اچھی ہو تو اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اگر وہ بُری ہو تو اس کو اس سے رنج پہنچتا ہے اور مردوں کی رُوحیں اجتماعات بھی کرتی ہیں۔ لیکن صرف اعلیٰ رُوحیں ادنیٰ کی طرف نازل ہوتی ہیں اس کے برعکس نہیں۔ (ترجمہ: مولانا سرفراز خان صفدر صاحب)

---

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

والذی نعتقد ان رُتبة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی قبرہ حیوٰة مستقرة ابلغ من حیات الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذ ھو افضل منھم بلاریب وانہ یسمع من یسلم علیہ۔

(بحوالہ اتحاف النبلاء ص۴۱۵ طبع کانپور)

جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ پر (عند القبر) سلام کہتا ہے، آپ اس کو سُنتے ہیں۔

(بحوالہ تسکین الصدور، صفحہ ۱۴۳)

---

## بانی مسلکِ اہلحدیث میاں نذیر دہلوی صاحب:

اور یہ قول بھی بالکل غلط ہے، کہ روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گھروں میں اور مقاموں میں گشت اور دورہ کرتی ہے، اس لئے کہ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابن مسعود رضہ سے مرفوعاً روایت ہے، ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی والدارمی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ کچھ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اس کام پر تعینات کردیا ہے، کہ وہ دنیا میں پھرتے رہتے ہیں، جو کوئی شخص میری اُمت سے میرے اوپر درود وسلام پڑھتا ہے، وہ فرشتے اس درود وسلام کو میرے پاس پہنچا دیتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے مرفوعاً یہ لفظ آئے ہیں، من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے، اس کو میں خود سن لیتا ہوں، اور جو کوئی

شخص دور کا رہنے والا میرے اوپر درود وسلام پڑھتا ہے، وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے یعنی فرشتے لاتے ہیں، پس اگر روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گھروں اور سب مقاموں میں گشت کرتی ہوتی، تو حدیثوں میں یوں بیان آتا کہ جہاں کہیں میرا ذکر ہوتا ہے، یا درود وسلام پڑھا جاتا ہے میں سن لیتا ہوں یا موجود ہو جاتا ہوں، اور فرشتوں کے پہنچانے کی حاجت نہ ہوتی۔

(فوٹو: فتاویٰ نذیریہ، صفحہ ۷۔۶، جلد اوّل، مطبوعہ اہلحدیث اکاڈمی، لاہور)

نذیر میاں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ تو نہیں مگر مدینہ والی قبر میں ضرور حاضر وناظر ہیں وہاں پڑھے جانے والے درود وسلام کو خود بھی سنتے ہیں اور وہیں زمین میں گردش کرنے والے فرشتے امتّ کا پڑھا ہوا درود وسلام لیجا کر آپؐ پر پیش کرتے ہیں۔

---

## نواب صدیق الحسن خان صاحب (اہلحدیث)

فوٹو: صفحہ ۲۲۱، سماع الموتی
مولفہ سرفراز خان صفدر صاحب

نواب صدیق الحسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں:

وجملہ اموات از مومنین وکفار در حصول علم، شعور وادراک وسماع وعرض اعمال ورد جواب بر زائر برابر اند تخصیص بہ انبیاء و صلحا نیست۔

(دلیل الطالب علیٰ ارجح المطالب ص۸۴۰)

تمام مُردے مومن ہوں یا کافر، حصولِ علم، شعور، ادراک، سماع، عرض اعمال اور زیارت کرنے والے کے سلام کے جواب لوٹانے میں برابر اور یکساں ہیں۔ ان اُمور کی تخصیص محض حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صلحاء کے ساتھ ہی نہیں ہے۔

---

## وحید الزمان صاحب (اہلحدیث)

فوٹو: لغات الحدیث، جلد۳، صفحہ ۱۶۶ (سم)

اہل حدیث کے پیشوا حافظ ابن قیم نے مراحتاً سماعِ موتیٰ کو ثابت کیا ہے اور بے شمار حدیثوں سے جن کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں ذکر کیا ہے مُردوں کا سماع ثابت ہوتا ہے اور سلف کا اُس پر اجماع ہے صرف حضرت عائشہ سے اُس کا انکار منقول ہے اور اُن کا قول شاذ ہے جیسے معاویہ کا قول کہ معراج ایک خواب تھا۔

---

## پیر جھنڈا بدیع الدین راشدی صاحب (اہلحدیث)

پیر جھنڈا صاحب سماع موتیٰ کے قائلین کی دلیلیں رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

حدیث خفق النعال سے استدلال اسی طرح خفق النعال والی حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں مگر وہ بھی ان کی دلیل نہیں بنتی کیونکہ یہ حدیث بخاری ص۱۸۷ ج۱ میں اس طرح ہے۔

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابہ حتی انہ لیسمع قرع نعالہم اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان لہ ما کنت تقول فی ھذا الرجل محمد۔ الحدیث۔

انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے، اور اس کے دوست واپس ہٹتے ہیں حتی کہ وہ ان کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے، تو دو فرشتے آتے ہیں، اور اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں اس جوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔

**جواب** یہاں ظاہر ہے کہ ہر وقت مراد نہیں بلکہ اس وقت کو دفن کرنے والے لوٹ رہے ہوں، اور فرشتے اس کو اٹھاتے ہیں تو اس وقت زندہ کیا جاتا ہے، سوال کے لئے اور دوسری جگہ پر براء بن عازب کی حدیث میں روح کے لوٹنے کا صراحۃ ذکر ہے۔

نعم حدیث اصحاب السنن وصححہ ابو عوانۃ وغیرہ ففیہ فتعاد روحہ فی جسدہ فیاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک الحدیث وفیہ وان الکافر تعاد فیہ روحہ فی جسدہ فیاتیہ ملکان فیجلسانہ الحدیث۔ کذا فی الفتح ص۲۳۶ ج۳، الحلبی بمصر

اصحاب سنن کی حدیث میں جسے ابوعوانہ وغیرہ نے صحیح کہا یوں ہے اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں، اور اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے الحدیث (اور اس میں ہے) اور کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں۔

پس یہ روایت خارج عن محل النزاع ہے، کیونکہ زندہ کے سننے میں اختلاف نہیں بلکہ بحث اس میں ہے کہ مردہ سنتا ہے یا نہیں اس کے ساتھ اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں۔

(فوٹو: صفحہ ۶۱۶، توحید خالص، مولفہ بدیع الدین راشدی صاحب)

پیر صاحب شاید یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہر مُردہ اپنی دُنیاوی قبر میں زندہ ہو جاتا ہے اور سننے لگتا ہے، رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے تو شاید اس سے مراد وہ مردے ہیں جو کسی خاص وجہ سے زندہ نہیں ہو پاتے۔

---

## عرش الٰہی سے نیچے — نبی ﷺ کا مقام و منزل — جنت الفردوس سے بھی بلند و بالا

..... فَقُلْتُ: طَوَّفْتُمانِي اللَّيْلَةَ، فأخْبِرانِي عَمَّا رأيْتُ؟ قالا: نَعَم، ..............

وأنا جِبْرِيلُ وَهٰذا مِيكائِيلُ، فارْفَعْ رأسَكَ. فَرَفَعْتُ رأسِي فإذا فَوْقِي مِثْلُ السَّحابِ، قالا: ذاكَ مَنْزِلُكَ. قُلْتُ: دَعانِي أدْخُلْ مَنْزِلِي، قالا: إنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمْرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَو اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ».

ترجمہ: ---- (نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا تم دونوں مجھے رات بھر گھماتے پھراتے رہے۔ اب بتاؤ کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب ہے کیا؟ دونوں نے کہا۔ بہتر------------ اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں۔ ذرا اپنا سر اوپر تو اُٹھائیے۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اوپر ایک بادل سا دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا کہ مجھے چھوڑ و کہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ اُن دونوں نے کہا کہ **ابھی آپؐ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے۔ جس کو آپ نے پورا نہیں کیا ہے اگر آپؐ اُس کو پورا کرلیں تو اپنے اس گھر میں آجائیں گے۔**

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز)